السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ

جوکوئی حاکم حقیقی پروردگار کوکہ ہربات سنتا ہے اور ہرچیز سے خبر رکھتا ہے۔ ساتھ حاکم مجازی دنیا کے باین معنی تشبیہ دیوے کہ جیسے حاکم دنیاوی سے کسی چیز کو مانگنا اوران سے داد چاہنا اوراستغاثت کرنا بغیر وسیلہ کے نہیں ہوسکتا ہے ویسا ہی خداوند تعالیٰ سے کہ دربار اس کا سب درباروں سے عالیٰ ہے ، بغیر وسائل کے حاجت روائی نہیں ہوسکتی ہے اور بغیر وسیلہ کے اللہ کسی بات نہیں سنتا ہے پس واسطے اس شخص کے ازروئے شرع شریف کے کیا حکم ہونا چاہیے ؟

الجواب بعون الوہاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ

الحمد للہ، والصلاة والسلام علیٰ رسول اللہ، أما بعد!

یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے دربار میں توسل اولیاء واموات کی حاجت نہیں ، بلاوسیلہ وہ سنتا ہے کیونکہ حق سبحانہ خود فرماتا ہے ، نحن[1] اقرب الیہ من حبل الورید واسرواقولکم اواجہروا بہ انہ علیم بذات الصدور۔ وغیرہا من الایات الکریمة، حدیث شریف میں وارد ہے ، عن[2] ابن عباس قال کنت خلف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یوما فقال یا غلام احفظ اللہ یحفظک احفظ اللہ تجدہ تجاھک واذا سألت فاسئل اللہ واذا استعنت فاستعن باللہ رواہ احمد والترمذی کذافی المشکوٰة، ملاعلی قاری اس کی شرح میں لکھتے ہیں، قولہ اذاسألت فاسئل اللہ ای فاسئلہ[3] وحدہ لان خزائن العطایا عندہ ومفاتیح المواھب والمزایا بیدہ وکل نعمة او نقمة دنیویة واخرویة فانہا تصل الی العبد او تندفع عنہ برحمتہ من غیر شائبة غرض وعلة لانہ الجواد المطلق والغنی الذی لایفتقر فینبغی انلایرجی الا رحمتہ ولایخشی الانقمتہ ویلتجی عظام المہام الیہ ویعتمد فی جمہور الامور علیہ ولایسأل غیرہ لان غیرہ غیر قادر علی العطایا والمنع والنفع والضر وجلب النفع فانہم لایملکون لانفسہم نفعا ولاضرا ولایملکون موتا ولاحیاة ولانشورا۔ انتہی مافی المرقات الملاعلی القاری ، قال ربکم ادعونی استجب لکم الایة، کیا رحمت کاملہ اس ارحم الراحمین کی ہے کہ طلب دعا کے واسطے بصیغہ امر بتاکید ارشاد فرماتا ہے۔

[1 عن النعمان بن بشیر قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم الدعاء ھوالعبادة وفی روایة اخری الدعامخ العبادة ثم قرئ قال ربکم ادعونی استجب لکم رواہ احمد والترمذی وابوداوٗد وابن ماجة[4]

در عدم ما مستحقان کے بدیم

کہ بریں جان وبدیں دانش شدیم

ما نبودیم وتقاضا ما نہ بود

لطف تو ناگفتہ ما می شنود

عن[5] ابی ہریرة ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قال ینزل ربنا تبارک وتعالیٰ کل لیلة الی السماء الدنیا حین یبقی ثلث اللیل الاخر یقول من یدعونی فاستجب لہ من یسئنی فاعطیہ من یستغفرنی فاغفرلہ کما رواہ البخاری وغیرہ من المحدثین ، یعنی بخوانید مرا واز من خواہید کہ خزانہ عامرہ رحمت من مالا مال است وکرم من بخشندہ امال، کدام گدائے دست نیاز پیش اوردہ کہ نقد مراد برکف امیدش نہ نہادم وکدام محتاج زبان سوال کشادہ کہ رقعہ حاجتش بتوقیع اجابت موشح نساختم اے غافلان مردہ دلان بشنوید

برآستان ارادت کہ سر نہاد شبے

کہ لطف دوست بروئیش ہزار در بکشاد

اورحدیث شریف میں وارد ہے کہ جوکوئی دعا واستغاثت وسوال اللہ جل شانہ کی جناب میں نہیں کرتا تو اللہ کریم ورحیم اس سے ناخوش ہوتا ہے۔ عن[6] ابی ہریرة قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم من لم یسأل اللہ یغضب علیہ رواہ الترمذی۔ عن ابی ہریرة قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لیس شئ اکرم علی اللہ من الدعاء رواہ الترمذی۔

بیچم وبیچونہ چہ اقرار است

بر بیر پردہ نگر خویش را خریدار است

ارباب شریعت پر مخفی نہیں کہ بندوں کی طاعت وسیلہ ہے ظاہر میں نجات کا یعنی امتثال اوامر واجتناب نواہی وسیلہ ہے ظاہر میں اور باطن میں نظر اوپر رافت کاملہ اور رحمت شاملہ کے چاہیے۔ یاایہا[7] الذین امنوا اتقوا اللہ وابتغوا الیہ الوسیلة من فعل الطاعات وترک السیئات کذافی المدارک وغیرہ من التفاسیر وجاہدوا فی سبیلہ لعلکم تفلحون الایة۔

این طلب ما بے طلب تو دادہ

گنج احسان بر ہمہ بکشادہ

این طلب در ما ہم از ایجاد تست

رستن از بیداد یارب داد تست

این قدر ارشاد تو بخشیدہ

تا بدین بس عیب ما پوشیدہ

قطرہ دانش کہ بخشیدی زپیش

متصل گردان بدریاہائے خویش

کتب[8] ربکم علی نفسہ للرحمۃ انہ من عمل منکم سوء ابجہالۃ ثم تاب من بعدہ واصلح فانہ غفور رحیم۔

دردمندان گنہ را روز و شب

شربتے بہتر ز استغفار نیست

آرزومندان وصل یار را

چارہ غیر از نالہائے زار نیست

قال[9] اللہ تعالیٰ ولا تکونوا کالذین قالوا سمعنا مباشید مانند آنانکہ گفتند شنیدیم ما مثل اہل کتاب یا منافقان وھم یسمعون و حالانکہ ایشان نمی شنوند، شنیدنی کہ بدان نفع گیرند، پس گویا کہ نمی شنوید۔

گو کہ می شنوم ہر چہ گفتی سعدی

چہ شد کہ می شنوی چون سخن نمی شنوی

قال[10] اللہ تعالیٰ انما المؤمنون الذین اذا ذکر اللہ وجلت قلوبھم واذا تلیت علیھم ایاتہ زادتھم ایمانا وعلی ربھم یتوکلون الایہ، چہ ہر کسے کہ در سطوت علبہ نورانیت حق مضمحل و مقہور شد او را پروائے ما سوی اللہ نہ می ماند

ہر کہ او در بحر مستغرق شود

فارغ از کشتی و از زورق شود

غرقہ دریا بجز دریا ندید

غیر دریا ہست بر وے ناپدید

تو ز روئی دہ بروری وامان

از سبب بگذر مسبب بین عیان

از مسبب می رسد ہر خیر و شر

نیست ز اسباب و وسائط اے پسر

اصل بیند دیدہ چون اکمل بود

فرع بیند دیدہ چون احول بود

تفسیر بیضاوی میں تحت آیت کریمہ ومن[11] اضل ممن یدعومندون اللہ من لایستجیب لہ الی یوم القیامۃ وھم عن دعائھم غافلون لانھم اما جمادوا اما عباد مسخرون مشتغلون باحوالھم۔ انتہی کلام قاضی البیضاوی، واضح ہو صاحبان دانش پر کہ کفار بھی معبودان باطلہ کو برابر خدا تعالیٰ کے کسی طرح کی قدرت میں نہیں جانتے تھے بلکہ بمجرد تشبیہ نہ تحقیق ان سے حاجت روائی چاہتے تھے۔ سو اللہ تعالیٰ نے ان کو اس تشبیہ مجرد پر مشرک فرمایا، جیسا کہ تفسیر بیضاوی میں تحت آیت فلا تجعلوا اللہ اندادا وانتم تعلمون[12] کے مذکور ہے۔ تسمیۃ ما یعبدہ المشرکون دون اللہ اندادا وما زعموا انھا تساویہ فی ذاتہ وصفاتہ ولا انھا تخالفہ فی افعالہ لانھم لما ترکوا عبادتہ الی عبادتھا سموھا الھۃ شابھت حالھم حال من

یعتقد انہا ذوات واجبۃ بالذات قادرۃ علی ان تدفع عنھم باس اللہ و تمنعھم مالم یرد اللہ بھم الی اخر مافی البیضاوی ۔

اور چلہ کرنا قبروں کے پاس اس نیت سے کہ یہ سبب مجاورات اہل لقبور کے حاجت روائی ہماری ہوجائے گی اور اس لیے لوگ مقبرہ بزرگان میں بامید استعانت چلہ کرتے ہیں تو اس طرح کے چلہ اور عکوف اصنام میں کہ عادت کفار کی تھی کچھ فرق نہیں، دونوں برابر ہیں، کیونکہ چلہ عبارت اسی سے ہے کہ کسی بزرگ کی قبر پر اقامت اور مجاورت و بودوباش رات دن کا اختیار کرنا چند روزہ اور یہی معنی عکوف کے ہیں تو یہ چلہ نوع شرک ہے کہ امید نفع و ضرر کا اپنی حاجت براری کے لیے اعتقاد کر کے چلہ بیٹھتے ہیں قبروں کے پاس اور اسی پر حضرت ابراہیم علیہ السلام نے الزام دیا اپنی قوم کو، عکوف بر چیزے مقیم بودن ورد آوردن صلہ بعلی قولہ تعالیٰ یعکفون علی اصنام لھم و یقال فلان عکف علی فرج حرام، و گرد چیزے برگشتن عکف الجوہر فی النظم کذافی الصراح ۔ الاعتکاف[13] والعکوف الاقامۃ علی الشیٔ و بالمکان ولزومہا کذافی مجمع البحار للشیخ العلامۃ ابن طاہر المقتنی قال اللہ تعالیٰ ماھذہ التماثیل التی انتم لہا عاکفون، ترجمہ شاہ ولی اللہ والد شاہ عبدالعزیز قدر سرہما ۔ چیست این صورتہا کہ شما برآن مجاورت وارید ۔ انتہی مافی فتح الرحمٰن ۔ ترجمہ شاہ عبدالقادر برادر شاہ عبدالعزیز قدس سرہما یہ کیا مورتیں ہیں جن پر تم لگے بیٹھے ہو ۔ (موضح القرآن)

آنحضرت ﷺ نے قبر کے پاس نماز پڑھنے سے روکا ہے اور اس کی وجہ یہ ہے کہ قبر پر بیٹھنے سے مشرک کا ایک اور ذریعہ پیدا نہ ہوجائے اور ان کے دلوں میں ڈر اور امید کا تعلق نہ پیدا ہو ۔ اور یہ تو واضح بات ہے کہ مصیبت زدہ آدمی بہ نسبت عافیت والے کے جلدی فتنہ میں بتلا ہوجاتا ہے اور دعا کرنے والے عموماً بے قرار اور مصیبت زدہ ہی ہوتے ہیں تو اس خطرہ سے قبر کے پاس دعا و نماز سے روک دیا گیا کہ مبادا قبروں سے لوگ مرادیں نہ مانگنے لگیں ۔ اب قابل غور یہ امر ہے کہ جب اس فتنہ سے بچانے کے لیے اس نماز اور دعا سے بھی روک دیا گیا ہے جو خدا کے سامنے ہو تو صاحب قبر سے دعا مانگنے کی نہی تو اس سے بھی زیادہ مؤکد ہوگی ۔

پھر یہ بھی سوچیں کہ دعا کے لیے سب سے بہتر جگہ قبر ہے یا کوئی اور؟ اگر قبر سب سے افضل ہے تو نبی ﷺ اور تمام صحابہ اور تابعین اور دوسرے ائمہ ہدیٰ اس سے بے کبر تھے کیونکہ کسی نے بھی قبر کے پاس جا کر کبھی دعا نہ کی اور یہ ناممکن ہے کہ ایک چیز بہتر ہو اور اس کا پتہ ان لوگوں کو نہ ہو اور اگر کوئی اور جگہ بہتر ہے مثلاً مسجد وغیرہ تو پھر دعا اور نماز اس جگہ ہونی چاہیے نہ کہ قبر کے پاس، یہ دین میں ایسی ایجاد ہے جس کی اللہ نے اجازت نہیں فرمائیں پھر امام ابوحنیفہ کے تمام شاگردوں میں سے کسی ایک نے بھی امام ابوحنیفہ کی قبر کے پاس جا کر دعا نہ کی ۔

---

[1] ہم اس کی شاہ رگ سے بھی زیادہ اس کے قریب ہیں، اور فرمایا، تم بات آہستہ کرو یا ظاہر کرو، وہ سینے کی باتیں بھی جانتا ہے ۔

[2] ابن عباسؓ کہتے ہیں کہ میں آنحضرت ﷺ کے پیچھے سواری پر تھا آپ نے فرمایا بیٹا اللہ کا خیال رکھنا اللہ بھی تیرا خیال رکھے گا اور جب مانگے تو اللہ سے مانگ اور مدد کی ضرورت ہو تو اللہ سے طلب کر ۔

[3] صرف ایک اللہ سے مانگ، کیونکہ تمام خزانے اسی کے پاس ہیں، تمام دنیاوی اور اخروی نعمتیں اسی کے قبضہ میں ہیں، وہ بغیر کسی لالچ کے بندہ پر احسان کرتا ہے اور اس کی تکلیفیں دور کرتا ہے، سو اسی پر بھروسہ رکھنا چاہیے اور اسی سے توقع رکھنی چاہیے اور تمام کام اسی کے سپرد کرنے چاہئیں اور اس کے علاوہ اور کسی سے کوئی توقع نہ رکھنی چاہیے کہ کسی کے پاس کوئی بھی اختیار نہیں ہے، نہ کوئی دے سکتا ہے، نہ لے سکتا ہے، بلکہ کوئی بھی اپنے نفع و نقصان کا مالک نہیں ۔

[4] "آنحضرت ﷺ نے فرمایا، "دعا ہی عبادت ہے" اور فرمایا "پکارنا عبادت کا مغز ہے" پھر آپ نے یہ آیت پڑھی "مجھے پکارو میں تمہاری دعائیں قبول کروں گا

[5] اللہ تبارک و تعالیٰ ہر رات پچھلے تیسرے حصہ میں آسمان و دنیا کی طرف نزول اجلال فرماتے ہیں، کون مجھے پکارتا ہے کہ میں اس کی دعا کو قبول کروں کون مجھ سے مانگتا ہے کہ میں اس کو دوں، کون گناہوں کی معافی چاہتا ہے کہ میں اس کو بخشوں ۔

[6] "آنحضرت ﷺ نے فرمایا "جو اللہ سے نہ مانگے، اللہ اس پر ناراض ہوجاتا ہے اور فرمایا دعا سے بڑھ کر خدا کے نزدیک کوئی چیز بھی معزز نہیں ہے ۔

[7] اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو اور بُرائیاں چھوڑ کر اور نیکی کر کے اس تک پہنچنے کا کوئی وسیلہ بناؤ ۔

[8] مقرر کیا ہے تمہارے رب نے اپنے آپ پر مہربانی کرنی، بے شک جو تم سے جہالت کی وجہ سے بُرے کام کرے، پھر اس کے بعد توبہ کرے اور اصلاح کرے، تو بے شک وہ بخشنے والا مہربان ہے ۔

[9] اللہ تعالیٰ نے فرمایا "ان لوگوں کی طرح نہ ہوجاؤ جو منہ سے کہتے ہیں کہ ہم نے سنا اور وہ حقیقت میں نہیں سنتے" یعنی ایسا سننا جس سے کوئی نفع حاصل نہ ہو ۔

[10] اللہ تعالیٰ نے فرمایا، مومن وہ ہیں کہ جب اللہ تعالیٰ کا ذکر کیا جاتا ہے تو ان کے دل ڈر جاتے ہیں اور جب ان پر خدا کی آیات پڑھی جاتی ہیں تو ان کا ایمان زیادہ ہوجاتا ہے اور وہ اپنے رب پر توکل کرتے ہیں ۔

[11] تفسیر بیضاوی میں اس آیت "اور کون آدمی اس سے گمراہ تر ہے جو اللہ کے سوا کسی اور کو پکارے جو قیامت تک اس کو جواب نہ دے سکے اور وہ ان کے پکارنے سے بے خبر ہیں" کے تحت لکھا ہے کہ یا تو وہ جمادات ہیں، یا بندے ہیں، جو اپنے حال میں مشغول ہیں ۔

[12] تفسیر بیضاوی میں تحت آیت "فلا تجعلوا للہ اندادا و انتم تعلمون" کے تحت لکھا ہے کہ مشرکوں کے معبودوں کو اندادا (برابر) فرمایا ہے، حالانکہ مشرکین کا یہ عقیدہ نہیں تھا کہ وہ صفات و احوال میں خدا کے برابر ہیں، لیکن چونکہ وہ خدا کی عبادت چھوڑ کر ان کی عبادت میں مشغول ہوگئے تھے تو گویا ان کی حالت اس آدمی جیسی ہوئی جو یہ عقیدہ رکھے کہ وہ ذات واجب بالذات ہیں اور خدا کا عذاب روکنے اور خدا کی بند کی ہوئی نعمتوں کو عطا کردینے کی قدر رکھتے ہیں ۔

[13] "اعتکاف کا معنی ہے بیٹھنا، کسی جگہ کو لازم پکڑلینا ۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا "یہ کیا مورتیاں ہیں جن پر تم دھرنا مار کر بیٹھے ہو ۔